

دعوت دین کا قدیم روایتی منہج اور جدید ذرائع ابلاغ

The Ancient Traditional Method of Invitation to Religion and The Modern Media

Muhammad Shahzad

M.Phil. Research Scholar, Department of Islamic Studies, Faculty of Social Sciences

Hamdard University Karachi.

Email: mshahzad0594@gmail.com

Dr. Mufti Shamim Akhter

Assistant Professor Department of Islamic Studies, Faculty of Social Sciences &

Humanities Hamdard University Karachi.

Email: m.shamim@hamdard.edu.pk

Aamir Zaman

M.Phil. Research Scholar Department of Islamic Studies, Faculty of Social Sciences &

Humanities Hamdard University Karachi.

Email: aamirzaman@yahoo.com

Dr. Muhammad Atif Aftab

Chairman & Associate Professor Department of Islamic Studies, Faculty of Social Sciences, Hamdard University Karachi.

Email: atif.aftab@hamdard.edu.pk

Received on: 02-10-2023

Accepted on: 04-11-2023

Abstract

This research paper explores the dynamic intersection between the ancient traditional methods of inviting individuals to religious practices and the transformative impact of modern media. The juxtaposition of age-old customs with contemporary communication channels highlights the evolving landscape of religious outreach. The paper delves into the historical roots of religious invitations, examining traditional approaches such as personal interactions, community gatherings, and ritualistic ceremonies that have been integral to the propagation of faith throughout centuries. In the modern era, the advent of media technologies has revolutionized the way religious messages are disseminated. This paper investigates the role of mass media, including television, radio, and the internet, in shaping the contemporary methods of inviting individuals to religious beliefs and practices. It scrutinizes the effectiveness of these modern platforms in reaching diverse audiences and fostering a global sense of religious community. Furthermore, the research analyzes the symbiotic relationship between ancient and modern methods, exploring how traditional practices persist and adapt within the framework of digital communication. It examines the challenges and opportunities presented by the integration of modern media into religious outreach, considering factors such as

accessibility, inclusivity, and the potential for misinformation. The study employs a multidisciplinary approach, drawing on historical, sociological, and media studies perspectives to provide a comprehensive understanding of the subject. It investigates the ways in which religious institutions navigate the evolving landscape, adopting innovative strategies while preserving the essence of their ancient traditions. The findings of this research are crucial for scholars, religious leaders, and policymakers seeking to comprehend the nuanced dynamics of religious invitation in the contemporary world. By examining the coexistence of ancient and modern methods, this paper contributes to a broader dialogue on the adaptation of religious practices to societal changes and technological advancements. The research paper sheds light on the intricate interplay between the ancient traditional methods of invitation to religion and the transformative impact of modern media. It underscores the importance of a nuanced and adaptive approach that acknowledges the historical roots of religious outreach while harnessing the potential of contemporary communication channels for the dissemination of faith.

Keywords: Religious Outreach, Traditional Practices, Modern Media, Adaptation and Innovation, Global Religious Community.

تعارف:

خالق کائنات نے بنی نوع انسان کو دو چیزوں کا مرکب بنا کر کائنات کی زینت بنایا سو وہ دو چیزیں جسم و روح سے مرکب ہیں جسم کا تعلق چونکہ مٹی سے ہے تو اس کے اسباب اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمائے جبکہ روح اللہ کریم نے اپنے فضل محض سے عطیہ فرمائی تو اس کی نشوونما کے اسباب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانہ سے عطا فرمائے جو کہ وحی الہی سے جانے جاتے ہیں وحی الہی کا سلسلہ چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں تمام لوگوں کے پاس مختلف ادوار میں اپنے پیغمبروں کے ذریعے اپنے اس پیغام ابدی کو پہنچایا یہاں تک کہ اس سلسلے کی آخری کڑی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک اس پیغام ابدی کو منتقل فرمایا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی مقدس جماعت کو اور انہوں نے تابعین اور تبع تابعین اور یہاں تک کہ قیامت تک یہ سلسلہ پیغام رسانی کا جاری اور ساری رہے گا اور اسی سلسلہ پیغام رسانی کو دعوت سے تعبیر کیا جاتا ہے دعوت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی ہے بلانا یا طلب کرنا اہل عرب جب دعا الیہ بولتے ہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کسی شخص نے دوسرے شخص کو دعوت دی ہے یعنی بلایا ہے نیز اہل عرب جب "دعا الی فلان" بولتے ہیں تو مراد یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو کسی چیز کی طرف دعوت پیش کی ہے یعنی اسے بلایا ہے اسی تناظر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا¹

ترجمہ: آج کے دن تم ایک موت طلب نہ کرو بلکہ بہت سی موتیں طلب کرو۔

گویا آیت کریمہ میں دعوت بلانے اور طلب کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے دعوت کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے شیخ سید محمد وکیل لکھتے ہیں:

الدعوة الى الله هي جمع الناس الى الخير ودلائلهم على الرشاد بما رهم بالمعروف والنهي عن المنكر²

ترجمہ: عوام الناس کو خیر کی طرف جمع کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے راہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرنا دعوت و تبلیغ کہلاتا ہے اسی طرح شیخ محمد خضر حسین اپنی مشہور کتاب الدعویۃ الاسلامیہ میں لکھتے ہیں:

حث الناس علی الخیر والهدی والامر بالمعروف والنہی عن المنکر لیفوزوا بالسعادة العاجل والآجل 3

ترجمہ: لوگوں کو خیر اور ہدایت پر ابھارنا اور انہی نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا تاکہ وہ دنیا اور آخرت کی سعادت مندی حاصل کر کے کامیاب ہو جائیں یہ دعوت و تبلیغ کہلاتا ہے

مقاصد تحقیق:

• بندوں کو خالق کائنات کی معرفت کرنا اور اپنے حقوق و فرائض سے روشناس کروانا ہے۔

• خیر کی نشر و اشاعت اور شر کا خاتمہ۔

• قدیم روایتی منہج سے شناسائی اور اس سے نصیحت کا حصول۔

• جدید ذرائع ابلاغ کا درست استعمال۔

تحقیقی سوالات:

دعوت و تبلیغ کیا ہے اور اس کی افادیت کیا ہے؟

دعوت و تبلیغ کا قدیم روایتی منہج کیا ہے؟

دعوت و تبلیغ میں جدید ذرائع ابلاغ اور اس کی اہمیت کیا ہے؟

دعوتِ دین کا قدیم روایتی منہج:

داعیانِ دین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہمہ وقت خیر اور فلاح کی دعوت کے لیے کمر بستہ رہیں کیونکہ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ایک فریضہ ہے جو کہ اہل ایمان کو ہر صورت میں ادا کرنا ہے ارشادِ باری ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ 4

ترجمہ: اور چاہیے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف دعوت دے اور نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے۔

گویا خیر کی طرف بلانا نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا ایک ابدی فریضہ ہے جسے اہل اسلام نے اپنی بساط کے مطابق ادا کرنا ہے یہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا اپنے بندوں سے تقاضا ہے لیکن اس دعوت میں اخلاص للہیت اور خلوص کا ہونا ناگزیر ہے داعی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مخلوق سے اجر اور تمنا کے حوالے سے بری ہو یہی انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا منہج ہے جو کہ اللہ کریم نے قرآن حکیم میں ذکر فرمایا ہے۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ - إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ 5

ترجمہ: اور میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

گویا داعیانِ حق کے لیے یہ ایک اصول ہے کہ وہ دعوتِ الی اللہ کے لیے انتہائی خلوص نیت سے کام لیں گے اور ہر قسم کے لالچ و طمع سے دور رہتے ہوئے دینِ حق کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے میں اپنی تمام تر توانائیوں کو بار آور لائیں گے یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے چند ان داعیان کا ذکر ارشاد فرمایا ہے جس میں ایک کی تکذیب کے بعد دوسرے رسول علیہ السلام کی آمد اور اس کی تائید کو بیان فرمایا ارشادِ ربّانی عزوجل ہے۔

يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ- اتَّبِعُوا مَن لَّا يَسْأَلْكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُهْتَدُونَ 6

ترجمہ: اے میرے لوگو! پیغمبروں علیہ السلام کی پیروی کرو ان کی پیروی کرو جو تم سے مزدوری نہیں چاہتے جو راہِ ہدایت پائے ہوئے ہیں۔ سودِ دعوتِ الی اللہ میں پاکیزگی مخلوق سے بے نیاز ہونا اخلاص اور للہیت اصل سرچشمہ ہے اور خیر کی کڑھن میں یہ ایک امتیازی حیثیت کا حامل ہے یہی وجہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے ایک حدیث شریف میں ارشاد فرمایا:

خير الناس من ينفع الناس 7

ترجمہ: لوگوں میں بہتر انسان وہ ہے جو دوسرے لوگوں کو نفع پہنچائے۔

دنیا میں اس سے بڑا نفع کیا ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو گمراہی کی دلدل سے نکال کر خیر کے راستے پر گامزن کر دیا جائے برائی سے نکال کر خیر کا راہی بنا دیا جائے یقیناً اس سے بڑی سعادت مندی کوئی اور نہیں ہو سکتی یہی وجہ تھی کہ اللہ کریم کے برگزیدہ پیغمبر انتہائی شفقت خیر خواہی اور رحم دلی سے لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاتے رہے اور وہ لوگوں کو جہالت گمراہی خدا فراموشی کے راستے میں دیکھ کر ان کو راہِ حق کا پیغام دیتے اگرچہ لوگ ان کو برا بھلا بھی کیوں نہ کہتے وہ دعوتِ حق کو ضرور پہنچاتے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حضرت ہود علیہ السلام کی اسی شفقت کو بیان فرمایا ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ- أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ 8

ترجمہ: اے میری قوم میں بے وقوف نہیں لیکن میں پروردگار کا بھیجا ہوا ہوں میں تم کو اپنے پروردگار کا پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں اسی ہی طرح کا پیغام حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو پہنچایا ارشاد ہوتا ہے:

يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِن لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ 9

ترجمہ: اے لوگو! میں نے تم کو اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا اور میں تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں لیکن تم اپنے خیر خواہوں کو نہیں چاہتے۔ ان تمام شواہد و قرائن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک داعی کے لیے اخلاص مخلوق خدا سے بے نیازی لوگوں سے دلی ہمدردی اور انہی گمراہی سے نکال کر خالق کے دروازے پر لا کھڑا کرنا ہی ایک داعی کا وصف ہے خود نبی کریم ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے کماپ ﷺ کی داعیانہ زندگی پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں تو ہر طرف دکھ تکالیف غم رنج و الم اور ظلم ہے لیکن آپ ﷺ ان تمام حالات میں امت کے غم اور لوگوں کی ہدایت کے لیے کوشاں ہیں اسی بات کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ- وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ- أَلَمْ نَقْضِ ظَهْرَكَ 10

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا اور آپ ﷺ سے اس بوجھ کو نہیں اتار لیا جس نے آپ کی پیٹھ کو توڑ دیا۔ اور غم امت میں آپ ﷺ کی کیفیات کا یہ حال تھا کہ اپنا جینا بھی دو بھر معلوم ہوتا تھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ کو تسلی اور تشفی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ أَلَّا يَكُونُوا أَمُومِينَ 11

ترجمہ: کیا اس بات پر آپ اپنی جان گھونٹ ڈالیں گے کہ یہ ایمان نہیں لائے اسی طرح کے مفہوم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورہ کہف میں بھی بیان فرمایا ہے ارشاد بانی ہے
فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا 12
ترجمہ: تو کیا آپ ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائیں اپنی جان افسوس کر کے گھونٹ ڈالیں گے۔

رسول کریم ﷺ کی محبت اور رحمت کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ مسلمانوں پر پہنچنے والی ایذا اور تکلیف اپنی ذات پر محسوس فرمایا کرتے تھے اسی کرب وحدت کو محسوس کرتے ہوئے اللہ کریم نے نبی رحمت ﷺ سے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:
لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ 13
ترجمہ: تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول علیہ السلام آیا ہے جس پر تمہارا تکلیف میں گزرنا شاق ہوتا ہے تمہاری بھلائی کا حریص ہے اور ایمان والوں پر مہربان اور رحیم ہے۔

ایک داعی کے لیے رحمت دو عالم ﷺ کی تعلیمات اور پیروی انتہائی ناگزیر ہے۔ آپ ﷺ جیسی شفقت نرمی خوش اخلاقی اور خوش گفتاری اور دانشمندانہ اسلوب انتہائی اہمیت کی حامل بات ہے بات اس انداز سے کی جائے کہ سامع کے دل میں اثر جائے اور وہ راہ ہدایت کا خوب خوش گوگر بن جائے جب اللہ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تھا تو یہی ہدایت فرمائی جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ارشاد ہوتا ہے
فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا 14

ترجمہ: تو تم دونوں فرعون کو نرمی سے بات کرنا۔ گفتگو میں نفاست اور شائستگی بات کو قابل عمل بنادیتی ہے اور ترش روئی اور درشت گوئی گفتگو کو ناقابل تقلید بناتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:
وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نَقُصُّوا مِنْ خَوْلِكَ 15

ترجمہ: اگر آپ تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔ گویا ہر حال میں داعی دین کو اپنی گفتگو چال ڈھال اور معاملات کو اعتدال سے برتنے کی تلقین ہے یہاں تک کہ اگر کوئی دین ناشناس اعتدال سے ہٹنا بھی چاہے تو اسے اللہ کریم کے اس فرمان کو ملحوظ رکھ کر اگے گزرنے کی حاجت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعَظِّمْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِيْ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا 16

ترجمہ: آپ ان سے درگزر کیجئے اور ان کو نصیحت کیجئے اور ان سے ان کے معاملہ میں ایسی بات کیجئے جو ان کے دل میں اتر جائے۔
حکم الہی سے یہ بات تو مکمل طور پر وضاحت سے سمجھ میں آجانی چاہیے کہ ایک ایسا شخص جس کے دل میں کجی اور ٹیڑھاپن ہے اس سے بھی نرمی اور اعتدال سے کام لینے کی ضرورت ہے تو پھر کجا ایک ناخواندہ مسلمان جسے دین کی کوئی سوجھ بوجھ نہیں اس سے الجھنا اور بحث و مباحثہ کرتے پھر نادر گزر شائستگی اور دانش کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرمان میں ارشاد فرمایا:

اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ 17

ترجمہ: آپ اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو دانشمندی اور اچھی نصیحت کے ذریعے سے دعوت دیں اور بحث و مباحثہ کریں تو وہ بھی خوبی سے کریں۔

داعی عالم ﷺ نے جب دو صحابہ کو یمن کی طرف اسلام کا داعی بنا کر بھیجا تو ان کو ان الفاظ سے نصیحت فرمائی ارشاد ہوا۔

يسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا 18

ترجمہ: تم لوگوں کو آسانی کا راستہ بتانا ان کو مشکل میں نہ ڈالنا ان کو خوشخبری سنانا نفرت نہ دلانا۔
گویا یہ تمام فرامین خدا عز و جل اور سید عالم ﷺ کی تعلیمات اس بات کی غماز ہیں کہ مبلغ جب لوگوں کو دین کی دعوت پیش کرے تو ایسا راستہ اختیار کرے جس میں سہل پسندی نرمی سہولت اور خوش دلی شامل ہوتا کہ مخلوق خدا اپنے پروردگار کی آغوش رحمت میں پناہ لے سکے اور داعی سعادت و خوش بختی اور حتیٰ کامیابی کو سمیٹ سکے۔

دعوتِ دین اور جدید ذرائع ابلاغ:

عزیزانِ گرامی قدر الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا سمیت وہ تمام سوشل نیٹ ورکس جن کے ذریعے ہم اپنا پیغام دوسرے لوگوں تک پہنچاتے ہیں وہ ذرائع ابلاغ کہلاتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ کی افادیت:

عزیزانِ من ذرائع ابلاغ کی اہمیت و افادیت کسی بھی معاشرے میں مسلمہ ہے اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ذرائع ابلاغ کی بدولت آج دنیا ایک (Global village) کی شکل اختیار کر چکی ہے فاصلے سمٹ چکے ہیں لوگوں کو اپنی آرا و افکار دوسرے لوگوں تک منتقل کرنے میں بہت زیادہ سہولت پیدا ہو چکی ہے انسان دنیا کے کسی کونے میں بیٹھ کر دنیا کے دوسرے حصے تک اپنا پیغام آسانی سے پہنچا رہا ہے یہاں تک کہ آج لوگ دنیا میں دور افتادہ جگہوں پر بیٹھ کر اپنا تعلیمی سفر انتہائی کامیابیوں سے مکمل کر رہے ہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ تک خبریں لحوں میں پہنچ جاتی ہیں ذرائع ابلاغ نے اتنا ترقی حاصل کر لی ہے کہ آج انسان کے لیے پڑھا لکھا ہونا بھی اتنا ضروری نہیں ہے بلکہ آج کے دور میں ناخواندہ لوگ ان skills میں اتنا ماہر ہو چکے ہیں کہ وہ پڑھے لکھے لوگوں سے بھی آگے دکھائی دیتے ہیں دنیا اتنا برق رفتاری سے

ترقی کی منازل کو عبور کر چکی ہے کہ لوگ گھر بیٹھے آن لائن تجارت کر کے مفید ذریعہ مبادلہ کما رہے ہیں یہاں تک کہ آج کل قرآن و سنت کی تشہیر و اشاعت کے آن لائن مدارس وجود میں آچکے ہیں دینی اجتماعات محافل کا انعقاد اور حالات حاضرہ سے آگاہی حاصل کرنے میں یہ سب ذرائع ابلاغ کی مرہون منت ہے۔

دعوتِ دین اور میڈیا کا درست استعمال:

دعوتِ دین آج کے دور میں بہت آسان ہو چکا ہے میڈیا سوشل میڈیا یا الیکٹرانک میڈیا یہ ایسے Plate form ہیں جن کو استعمال کر کے انسان بہت برق رفتاری سے پیغام دین کو مثبت طریقے سے لوگوں تک پہنچا سکتا ہے قدیم دور میں دعوتِ دین کے لیے اتنا ذرائع نہیں تھے لیکن اس کے باوجود اکابرین نے اپنی بساط کے مطابق پیغام دین کو تحریر و تقریر کی شکل میں پھیلانے کی حتی الامکان کوشش کی لیکن آج کل چونکہ ترقی یافتہ دور ہے اس میں جتنی plate form ہیں ان کو استعمال کر کے دعوتی نظم کو بہت اچھے انداز میں آگے بڑھایا جاسکتا ہے مثال کے طور پر جس شخص کے پاس اچھی گفتگو کرنے کی Skills ہیں اور اس کے پاس اچھا Content ہے تو وہ سوشل میڈیا کے مختلف Plate form فیس بک یوٹیوب انسٹا گرام اور میڈیا کے دیگر تمام ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے چند لمحوں میں اپنے پیغام کو دوسرے لوگوں تک آسانی سے اور بہت جلد پہنچا سکتا ہے ایسے ہی جس شخص کے پاس لکھنے کی صلاحیتیں ہیں وہ پرنٹ میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے اپنی ان صلاحیتوں کو پوری دنیا تک شہر کر سکتا ہے اور یہ بہت آسان ہے دوسرے لفظوں میں کہا جائے تو یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ دنیا انسان کے ہاتھ میں سکڑ کر آگئی ہے وہ اسے جیسے چاہے استعمال کر لے سوان تمام ذرائع کا بہتر استعمال اور عزم مصمم درکار ہے اور یہی کسی بھی داعی کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

اہمیت:

دعوت و تبلیغ انتہائی اہمیت کا حامل عنوان ہے اور یہ اپنی خصوصیت کا مقتضی ہے کیونکہ جہاں یہ گمراہ لوگوں کو دین حق کی تلاش اور روشنی فراہم کرتا ہے وہاں پر گناہوں میں پڑے راستے کو بھولے بھٹکے لوگوں کو راہ حق پر گامزن کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اس لیے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ انسان کی کامیابی کا مدار و معیار اسی پر منحصر ہے چونکہ اہل ایمان کے نزدیک حقیقی زندگی اخروی زندگی ہے اور یہ دعوت پر منحصر ہے چاہے وہ دعوت اسلام ہو یا دعوت الی العمل ہودونوں کی اہمیت نمایاں ہے اس عنوان کی اہمیت اس وجہ سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ ہر طرف بے دینی جہالت بے راہ روی مادیت پرستی الحاد Communism سوشلزم معلوم نہیں کتنے گمراہی کے راستے کھلے ہوئے ہیں جو انسان کو فطرت سے ہٹا کر ایک لالہابی اور حیوانیت کی طرف دھکیل رہے ہیں کہ انسان خدا فراموش بن جائے انسان اور حیوان کا فرق مٹ جائے بندہ اور خدا کا جو باہم تعلق ہے وہ ٹوٹ جائے اور انسان خدا فراموش بن جائے ان تمام چیلنج کا ایک ہی حل ہے کہ انسان کی تعمیر و تشکیل قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کے دیے ہوئے سانچے میں کر دی جائے اور وہ ہے دعوتِ تعلیم تلقین تزکیہ تو انسان کو خدا شناسی کے خوگر سے آراستہ کر سکے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیاء کو بھیجا تو ان کی یہ ذمہ داری عائد کی کہ وہ "ويعلمهم الكتاب والحكمة" کی تعلیم دیں

ایک توان کی روحانی قدروں کو سنواریں اور دوسرا تعلیم کتاب کے ذریعے ان کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کریں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک ایسا فریضہ ہے اسے اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کی ذمہ داری قرار دی ہے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق اپنی ذمہ داری کو ادا کریں کیونکہ انسانیت اور معاشرے کی بقا کا راز اسی میں مضمر ہے اور امت رسول ﷺ کی برتری کا راز بھی اسی میں موجود ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ 19

ترجمہ تم بہترین امت ہو لوگوں کے لیے بھیجے گئے ہو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔
گویا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی یہ منشا ہے کہ میرے بندوں میں ایسے لوگ ہمیشہ موجود رہیں جو دعوتِ الہیہ کی قیامت تک ادا کرتے رہیں اور فلاح و کامرانی کی منازل کو عبور کرتے رہیں اور فلاح و کامرانی کی منازل عبور کرتے رہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو منصب عطا فرمایا ہے کمپکو شاہد خوشخبری سنانے والا اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور داعی الی اللہ بنا کر بھیجا ہے اور یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ کی نیابت کے سبب یہ شرف آپ ﷺ کی امت کے داعیوں کو بھی عطا فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ 20

اے حبیب ﷺ ہم نے آپ کو خوشخبری سنانے والا اور نذیر بنانے والا اور داعی الی اللہ بنا کر بھیجا ہے۔

سورۃ ق میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے وعظ و نصیحت اور دعوت و تبلیغ کو واضح الفاظ میں یوں بیان فرمایا

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعَيْنِدْ 21

ترجمہ پس تم اس قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کرو جو میری تنبیہ سے ڈرے۔

سو دعوت و نصیحت کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر یہ حجت قائم فرمانا چاہتا ہے کہ میرے تمام انسانیت تک حجت قائم ہو جائے اسی لیے قرآن کریم میں ایسے الفاظ جا بجا ملتے ہیں تاکہ لوگ بار بار پڑھیں اور نصیحت کو قبول کریں سورۃ الغاشیہ میں اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو ذکر فرمایا:

فَذَكِّرْ - اِنَّهُمْ اَنْتَ مَذَكِّرٌ 22

ترجمہ بس آپ نصیحت فرمائیں آپ تو ہیں ہی نصیحت فرمانے والے۔

گویا یہاں پر اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہی وعظ و نصیحت بیان فرمایا ہے گویا آپ کا کام دعوت پیش کرتے جانا ہے ہدایت دینا اور ہدایت پر استقامت دینا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذمہ داری ہے اسی تعلیم و تلقین کا ثمرہ تھا کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی ایسی جماعت تیار کی تھی جو کہ دعوت و ارشاد کو اپنی زندگی کا بولنا چھوٹا سمجھتے تھے تعلیم و تعلم جن کی زندگی کی معراج تھا جب تک اہل ایمان نے اسوہ رسول ﷺ کے مطابق دعوت کو زندگی کا حصہ بنائے رکھا تو زندگی کے ہر شعبہ میں داعی مبلغین و اعظین کی جہد مسلسل سے ہر شعبہ ترقی کی منازل طے کرتا رہا اندازہ لگائیے کہ قلیل عرصے میں اسلام کا عرب سے عجم پر حاکم ہونا مختلف خطے کے لوگوں ثقافتوں تہذیبوں پر اپنی دھاک بٹھانا اور اہل ایمان کا بغداد اسپین یونان افریقہ چین جزائر اور شرق و غرق پر حکومت کرنا یہ سب مسلم داعیوں کی دعوت کا نتیجہ تھا اہل ایمان کی قوت رفتہ کی بحالی کا ایک ہی راستہ ہے وہ دعوت و اصلاح ہے اور یہی ترقی اسلام کا ضامن ہے۔

نتائج البحث:

- ایک مثالی معاشرہ کی تشکیل کے لیے خدا کے الوہی نظام سے استفادہ کرتے ہوئے ایک پاکیزہ نظم انتہائی ناگزیر ہے۔
- کامیاب اور فلاحی معاشرہ کے لیے اہل اللہ کی سیرت و کردار کو نمونہ بنا کر دائمی کامیابی کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔
- معاشرے کے بگاڑ کے خاتمہ کے لیے جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے ہوئے اصلاح و تطہیر کا نظم انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔
- معاشرے کا قیام افراد سے جڑا ہوا ہے افراد کی تعلیم و تربیت اداروں سے منسلک ہے تعلیمی نظام کی تطہیر وقت کے اہم ضرورت ہے۔
- دعوت و اصلاح کا کام کسی فرد کی ذمہ داری کی بجائے اگر ہر فرد اپنے ذمہ داری بنالے تو یہ انتہائی موزوں ثابت ہوگا۔
- انسان کی بنیادی ضرورت روحانی تسکین ہے اس کو اولین ترجیح کے طور پر اہمیت دے کر مثالی نتائج کا حصول ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

حاصل مطالعہ:

- دور جدید میں ممالک کی حدود میں تبدیلی اور کئی ممالک میں نکثیری معاشروں کے قیام کے باعث جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے دعوتِ دین کی ضرورت و اہمیت میں اضافہ ہوا ہے۔
- عصر حاضر میں دعوتی امور نے قابل تحقیق شعبہ کی اہمیت اختیار کر لی ہے۔ جدید دور کے داعی کو لادینیت اور الحاد جیسے چیلنجز کا سامنا ہے۔
- لہذا داعی کو دعوتِ دین کے جدید ذرائع ابلاغ میں مہارت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔
- دور حاضر کے حالات کے تنوع کے باعث دعوتی امور و مباحث پر نئے حالات کے تناظر میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔
- لادینیت کے فروغ کے باعث دعوتی منہج میں تحقیق اور تنوع وقت کی اہم ضرورت ہے۔
- دعوت و تبلیغ کا عمل بنیادی انسانی ضرورت کی تکمیل ہے۔ لہذا داعی کو جدید ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معترضین کی زبان اور اسلوب میں ان کو جواب دیا جاسکے۔
- دعوت کے عمل میں تاثیر پیدا کرنے کے لیے دعوت و تبلیغ کے اغراض اور مقاصد کا داعی پر واضح ہونا نہایت ضروری ہے۔

تجاویز:

- عصر حاضر میں داعی کو دعوتِ دین کے جدید ذرائع ابلاغ سے لیس ہو کر دعوتِ دین کے میدان میں اترنا چاہیے۔
- معاشرتی اور فکری انتشار سے نبرد آزما ہونے کے لیے داعی کو قرآن و سنت کو اپنا مرکز و محور بنانا ضروری ہے۔
- پیام امن کے لیے دعوتی میدان میں شائستگی، احترام اور تہذیب کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔
- عدم تشدد کو فروغ دیتے ہوئے داعی دین کو باہمی احترام اور تکریم کو ترجیح دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حوالہ جات

- ¹ الفرقان 14، 25
- ² اسس الدعوة وآداب الدعاء ص 9 مطبوعہ دار الطباعة والنشر الاسلامیہ 1979ء
- ³ الدعوه الى الاصلاح ص 17 محمد الحضر حسین المطبع السلفیہ القاہرہ 1346ھ
- ⁴ آل عمران 3، 104
- ⁵ الشعراء 145، 26
- ⁶ یس 36، 20
- ⁷ کنز العمال جلد 8 ص 201
- ⁸ الاعراف 7، 9
- ⁹ الاعراف 79، 9
- ¹⁰ الانشراح 94، 1، 2، 3
- ¹¹ الشعراء 26، 3
- ¹² الکہف 6، 18
- ¹³ التوبہ 128، 9
- ¹⁴ طہ 44، 20
- ¹⁵ آل عمران 159، 3
- ¹⁶ النساء 63، 4
- ¹⁷ النمل 125، 27
- ¹⁸ الجامع المسند الصحیح (صحیح البخاری)، تالیف: محمد بن اسماعیل البخاری دار طوق النجاة ترقیم محمد فواد عبدالباقی 1422
- ¹⁹ آل عمران 3، 110
- ²⁰ الاحزاب 45، 46، 33
- ²¹ ق 45، 50
- ²² الغاشیہ 21، 88

References

1. Al-Furqan, 14:25.
2. Issas Al-Dawat wa Adab Al-Dua, p. 9, 1979.
3. Al-Dawah Alal Islah, p. 17, Alqahira, 1346 AH.
4. Al Imran, 3:104.
5. Al-Shura, 26:145.

6. Surah Yaseen, 36:20.
7. Kanzul Amal, Vol: 8, p. 201.
8. Al-Aaraf, 9:7.
9. Al-Aaraf, 9:79.
10. Al-Nashrah, 94: 1, 2, 3.
11. Al-Surah, 26:3.
12. Al-Kahaf, 18:6.
13. Al-Tobah, 9:128.
14. Al-Taha, 20:44.
15. Al-Imran, 3:159.
16. Al-Nisa, 4:63.
17. Al-Namul, 27:125.
18. Al-Jamaia Al Masnad al Saheeh (Saheeh Bukhari), Taleef: Muhammad bin Ismail Bukhari, 1422 AH.
19. Al-Imran, 3:110.
20. Al-Ahzab, 33: 45, 46.
21. Surah Qaaf, 50: 45.
22. Al-Ghasiyah, 88:21.